بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شانِ نزولِ آیاتِ قرآن مجید

مرتبہ: محمد نامدار خان بوزئی

شان نزول یا اسباب نزول، تفہیم قرآن کیلئے کسی حدتک تو ضرور مددگار ہوتے ہیں مگر انکی افادیت کا دایرٔہ محدود ہوتا ہے بلخصوص اگر ایک ہی آیت کیلئے دو دو، تین تین شیون نزول (اسباب نزول) دستیاب ہوں تو مکلّف ذہنی خلجان اور غیر یقینی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ابن تیمہؒ ''اصول تفسیر'' میں فرماتے ہیں:

''اس قسم کے اقوال بکثرت ہیں کہ سلف کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آیت مشرکین مکّہ کے حق میں نازل ہوئی یا اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے متعلق یا مومنین کے کسی خاص گروہ کے بارے میں تو ان اقوال سے انکا مقصود یہ نہیں ہوتا کہ ان آیتوں کے احکام انہی اشخاص سے مخصوص ہیں اور دوسروں سے انکا تعلق نہیں۔ اس قسم کی بات کوئی مسلمان بلکہ کوئی ہوشمند بھی نہیں کہہ سکتا۔

اس بارے میں تو اختلاف ہوا ہے کہ آیت میں سبب کی بنا پر جو لفظ عام استعمال ہوا ہے وہ اسی سبب کیساتھ خاص ہے یا نہیں۔ لیکن علمائے اسلام میں کسی نے بھی نہیں کہا کہ کتاب و سنت کے عمومات متعین اشخاص ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے کہ ایسے عمومات متعین اشخاص کے اشباہ و امثال کے ساتھ خاص ہیں۔ یعنی انکا حکم ایسے تمام لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں جو ان اشخاص کے مشابہ ہوں۔ (صفحہ ۳۳)

جس آیت کا سبب نزول معلوم و متعین ہے اگر وہ امر یا نہی کی آیت ہے تو اس کا حکم یقیناً ان سب لوگوں پر جاری ہوگا جو شخص متعین سے ملتے جلتے ہوں۔ اسی طرح اگر آیت میں مدح یا ذم کی بناء پر کوئی خبر دی گئی تو وہ بھی اس شخص کے مشابہ تمام لوگوں کے حق میں عام ہے''۔ (صفحہ ۳۴)

اسی طرح بخاری شریف کی مشہور حدیث **لا تصدقوا اهل الكتاب و لا تكذبوهم** (تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو) کے بارے میں شاہ ولی اللہ ''الفوز الکبیر'' میں فرماتے ہیں:

''اور یہی جان لینا چاہئیے کہ حضرات صحابہؓ اور تابعین ،مشرکین و یہود کے مذاہب اور ان کی عادات کے بارے میں فقہائے مخصوصہ اس لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ عقائد و عادات زیادہ روشن ہو جائیں اور ایسے موقع پر وہ اکثر کہہ دیتے ہیں..........نزلت الا یته فی کذا..........اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں آیت اسطرح کے واقعات کی نسبت نازل ہوئی ان کی مراد اس سے عام ہوتی ہے کہ سبب نزول وہی واقعہ ہو یا اس کے مانند اور کوئی یا آیت اس کے قریب نازل ہوئی ہو اس صورت خاص کے اظہار سے ان کا مقصد اس کی تخصیص کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ فقط غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ صورت ان امور کلیہ کیلئے (جن کا اظہار و بیان ضروری ہے) ایک اچھی تصویر ہے اس لئے بسا اوقات ان کے اقوال باہم مختلف اور اپنی اپنی طرف کھینچتے ہوئے نظر آتے ہیں۔''

پس! ان محققین اور علمائے وقت کی مزکورہ بالا آرا سے یہ مستنبط ہوتا ہیکہ قرآن کسی شان نزول، اسباب نزول، موقع نزول یا واقع نزول کا پابند نہیں ہے۔اس کی ہدایات ایک مخصوص زمان و مکان سے وابستہ نہیں بلکہ بالاتر ہیں۔شان نزول کے پس منظر میں آیت کی تفسیر مقید و محدود نہیں کی جاسکتی کیونکہ اسطرح قرآن کی ابدیت، سرمدیت اور عالمگیریت متاثر ہو جاتی ہے۔

قرآن ایک ابدی ضابطہ ہے اس وجہ سے اس کی آیات کو کسی خاص مقام یا زمانے سے مخصوص نہیں رکھا جاسکتا۔بدقسمتی سے بعض علماء ان تمام تفاسیر کو جو کہ روایاتی شان نزول سے مطابقت نہیں رکھتیں ''تفسیر بالرائے'' کا لیبل لگا دیتے ہیں اور اپنے نقطہ نظر کو تقویت دینے کیلئے ''نقل و سماع'' کی شرائط کا بھی سوال اٹھا دیتے ہیں حالانکہ ''تفسیر بالرائے'' اور ''تفسیر بالاستدلال'' میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔چنانچہ شرائط سماع اور تفسیر کے بارے میں محترم غزالیؒ فرماتے ہیں:

> ''بریں بناء تفسیر قرآن میں نقل و سماع کی شرائط باطل ٹھہری۔ہر شخص کیلئے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی عقل اور استطاعت کی حدتک قرآن کریم سے استنباط کرے۔قرآن کریم کے معانی و مطالب کے فہم و ادارک کا میدان نہایت وسیع ہے۔یہ غلط ہے کہ منقول تفسیر (تفسیر ماثورہ) پر فہم و ادراک کی حد ختم ہو جاتی ہے''۔ (احیائے علوم الدین)

اسی عنوان پر علامہ ابن تیمیہ یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

''ائمہ سلف سے اس ضمن میں جو اقوال بھی منقول ہوئے ہیں وہ اس قسم کی تفسیر سے متعلق ہیں جو بلا علم و برہان ہو۔ جہاں تک لغت و شرع پر مبنی تفسیر کا تعلق ہے اسمیں کچھ مضائقہ نہیں''۔ صفحہ ۱۸۵ (بحوالہ ''مطالعہ قرآن سے پہلے'' مصنفہ میر محمد حسین۔ ایم۔ اے۔ فاضل دیوبند)

جبکہ خود علامہ میر محمد حسین صاحب کا خیال ہیکہ:

''ہمارے مفسرین نے اس باب میں اس قدر توغل دکھایا ہیکہ انہوں نے تقریباً ہر آیت کے ذیل میں اسکا کوئی نہ کوئی سببِ نزول بیان کر دیا ہے۔ ان تفاسیر کا بغور مطالعہ کرنے والا اکثر مقامات پر محسوس کرتا ہیکہ بیان کردہ اسباب، متعلقہ آیات کے الفاظ کے مطابق تجویز کر لیے گئے ہیں، یہی وجہ ہیکہ ان کیلیے کوئی سند وغیرہ نہیں دی ہوتی۔'' (صفحہ: ۲۶، ''مطالعہ قرآن سے پہلے'')

راقم الحروف کے خیال میں مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ 'اسباب نزول' یا 'نقل و سماع' کی شرط کے پس منظر میں آیات کو کسی لحاظ سے بھی مقید و محدود نہیں کیا جانا چاہیئے۔ قیامت تک تفاسیر لکھی جاتی رہیں گی۔ محکم آیات ہر انسان کیلیئے قیامت تک حاکم ہی رہیں گی۔ انھیں کوئی بشر منسوخ نہیں کر سکتا۔ قرآن کسی ایک ماحول کی کتاب نہیں ہے اس کی ہدایات زمان و مکان سے وابستہ نہیں بلکہ بالاتر ہیں۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ جو آیات مستقبل سے متعلق ہیں اور جن میں پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں انھیں اسباب نزول کی روایات کے پس پردہ محدود و معدوم کر دینا تحریف مفہوم کے مترادف عمل ہے اور پھر ہم یہ کیونکر بھول جائیں کہ اسباب نزول کی روایات نہ تو حدیث نبوی صلعم ہیں اور نہ ہی نصوص قرآنی!

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

حوالاجات:

۱۔ الفوز الکبیر — مولفہ، شہ ولی اللہ، قومی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، پاکستان

۲۔ مطالعہ قرآن سے پہلے — مولفہ، محمد حسین فاضل ایم۔ اے۔ دیوبند، اسلامک پبلیکیشنز، (پرییوٹ لمیٹیڈ)، لاہور، پاکستان

۳۔ اصولِ تفسیر — مولفہ علامہ احمد بن عبدالحلیم ابنِ تیمیہ، المکتبہ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان